

غلام مصطفیٰ طہیر

مرتد عورت کی شرعی سزا

اگر کوئی مسلمان دین اسلام سے منحرف ہو جائے، تو اسے مرتد کہا جاتا ہے۔ اس کی سزا شریعت اسلامیہ میں یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

دلیل نمبر ① :

عکرمہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

أَتَيْ عَالِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ، فَأَحْرَقَهُمْ، فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ، لِنَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ»، وَلَقَتَلْتُهُمْ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مرتد لائے گئے، آپ نے انہیں آگ میں جلا دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جب اس بات کا علم ہوا، تو انہوں نے فرمایا: اگر میں ہوتا، تو انہیں آگ میں نہ جلاتا، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم اللہ کا عذاب کسی کو نہ دو۔ میں انہیں قتل کر دیتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: جو شخص اپنا دین بدل لے، اسے قتل

کر دو۔“ (صحیح البخاری: 6922)

حنفی مقلدین نے اس عمومی حکم سے بلا جواز عورت کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مرد مرتد ہو جائے، تو اس کو قتل کیا جائے گا، لیکن عورت مرتد ہو، تو اسے قتل نہیں کیا جائے

گا، بلکہ اسے قید کر دیا جائے گا۔ احناف کا یہ مذہب مذکورہ بالا فرمانِ نبوی کے خلاف ہے، جیسا کہ:

شارح صحیح بخاری، علامہ، ابوالحسن، علی بن خلف بن عبد الملک، ابن بطلان رحمہ اللہ
(م: 449ھ) مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَلَفْظُ [مَنْ] يَصْلُحُ لِلذَّكْرِ وَالْأُنْثَى، فَهُوَ عُمُومٌ يَدْخُلُ فِيهِ
الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ، لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَخْصَّ امْرَأَةً
مِنْ رَجُلٍ، قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ: وَإِذَا كَانَ الْكُفْرُ مِنْ أَعْظَمِ الذُّنُوبِ
وَأَجَلَ جُرْمِ اجْتِرَمَهُ الْمُسْلِمُونَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، وَلِلَّهِ
أَحْكَامٌ فِي كِتَابِهِ، وَحُدُودٌ دُونَ الْكُفْرِ أَلَزَمَهَا عِبَادَهُ، مِنْهَا الزِّنَا،
وَالسَّرِيقَةُ، وَشُرْبُ الْخَمْرِ، وَحُدُّ الْقَذْفِ، وَالْقِصَاصُ، وَكَانَتْ
الْأَحْكَامُ وَالْحُدُودُ الَّتِي هِيَ دُونَ الْإِرْتِدَادِ لَازِمَةً لِلرِّجَالِ
وَالنِّسَاءِ، مَعَ عُمُومِ قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ بَدَّلَ
دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ»، فَكَيْفَ يَجُوزُ أَنْ يُفَرَّقَ أَحَدٌ بَيْنَ أَعْظَمِ الذُّنُوبِ
فَيَطْرَحَهُ عَنِ النِّسَاءِ وَيُلْزِمَهُنَّ مَا دُونَ ذَلِكَ؟ هَذَا غَلَطٌ بَيْنٌ.

”لفظ [مَنْ] مرد و عورت دونوں کے لیے مستعمل ہے۔ اس عموم میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مردوں کو خاص کر کے عورتوں کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا۔ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کفر مسلمان مردوں اور عورتوں کی طرف سے کیا جانے والا سب سے بڑا گناہ اور سب سے عظیم جرم ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بہت سے احکام اور کفر سے کم

جرائم پر حدود مذکور ہیں، مثلاً زنا، چوری، شراب نوشی، قذف کی حد اور قصاص، یہ سب احکام و حدود جو کہ ارتداد سے کم درجہ کے ہیں، یہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے لازم ہیں (پھر ارتداد میں عورت مستثنیٰ کیسے ہو گئی؟)۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم بھی عام ہے کہ جو بھی اپنا دین بدلے، اسے قتل کر دو۔ اس صورت حال میں کسی کے لیے کیسے جائز ہے کہ وہ اس سب سے بڑے گناہ میں مردوں اور عورتوں کی سزا میں فرق کرے اور اس سے عورتوں کو مستثنیٰ کر دے، جبکہ دیگر چھوٹے گناہوں میں اس پر سزا لازم کر دے؟ یہ واضح غلطی ہے۔“

(شرح صحیح البخاری: 573/8، 574)

❁ شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (771-852ھ) فرماتے ہیں:

وَاسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى قَتْلِ الْمُرْتَدَّةِ كَالْمُرْتَدِّ، وَخَصَّهُ الْحَنْفِيَّةُ بِالذِّكْرِ، وَتَمَسَّكُوا بِحَدِيثِ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ، وَحَمَلَ الْجُمْهُورُ النَّهْيَ عَلَى الْكَافِرَةِ الْأَصْلِيَّةِ إِذَا لَمْ تُبَاشِرِ الْقِتَالَ وَلَا الْقَتْلَ، لِقَوْلِهِ فِي بَعْضِ طُرُقِ حَدِيثِ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ، لَمَّا رَأَى الْمَرْأَةَ مَقْتُولَةً: «مَا كَانَتْ هَذِهِ لِقَاتِلٍ»، ثُمَّ نَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ.

”اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مرتد مرد کی طرح مرتد عورت کو بھی قتل کر دیا جائے گا۔ البتہ احناف نے اس حدیث کو مرد کے ساتھ خاص کیا ہے اور عورتوں کو قتل کرنے سے ممانعت والی حدیث کو اپنی دلیل بنانے کی کوشش کی ہے، جبکہ جمہور فقہاء کرام نے اس ممانعت کو اس عورت پر محمول کیا ہے، جو اصلاً کافر ہو اور اس نے جنگ میں قتل و قتال میں حصہ نہ لیا ہو، کیونکہ

اس حدیث کی بعض سندوں میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے ایک مقتولہ عورت کو دیکھا، تو فرمایا: یہ تو لڑائی نہیں کر سکتی تھی، (پھر اسے کیوں قتل کیا گیا؟)، اس کے بعد آپ ﷺ نے عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔“

(فتح الباری فی شرح صحیح البخاری: 272/12)

دلیل نمبر ۲ :

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا بِإِْحْدَى ثَلَاثٍ؛ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالْثَّيْبُ الزَّانِي، وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ؛ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ».

”جو مسلمان توحید و رسالت کی گواہی دے، اس کا خون صرف تین صورتوں میں حلال ہوتا ہے: نفس کے بدلے نفس (قتل کے بدلے قتل)، شادی شدہ زانی اور دین سے نکل جانے والا اور مسلمانوں کی جماعت چھوڑ جانے والا۔“

(صحیح البخاری: 6878، صحیح مسلم: 1676)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

«أَوْ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ».

”یا وہ مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے، تو اس کی سزا قتل ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: 163/1، سنن النسائي: 4057، وسنده حسن)

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ مرتد مرد ہو یا عورت، اس کی سزا قتل ہی ہے۔

اہل علم کی رائے :

امام حماد بن ابوسلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تُقْتَلُ.

”مرتد ہونے والی عورت کو قتل کر دیا جائے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 277/12، وسندہ صحیح)

امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تَقْتُلُ الْمُرْتَدَّةَ.

”مرتد ہونے والی عورت کو قتل کر دیا جائے۔“

(سنن الدارقطني: 113/3، وسندہ صحیح)

امام اوزاعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(سنن الترمذی، تحت الحدیث: 1458)

علامہ سرخسی حنفی، امام شافعی رحمہ اللہ کا استدلال یوں ذکر کرتے ہیں:

وَاسْتَدَلَّ الشَّافِعِيُّ بِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ بَدَّلَ

دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ»، وَهَذِهِ الْكَلِمَةُ تَعُمُّ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ، كَقَوْلِهِ

تَعَالَى: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة 2: 185)،

وَبَيَّنَ أَنَّ الْمُوجِبَ لِلْقَتْلِ تَبْدِيلُ الدِّينِ؛ لِأَنَّ مِثْلَ هَذَا فِي لِسَانِ

صَاحِبِ الشَّرْعِ لِبَيَانِ الْعِلَّةِ، وَقَدْ تَحَقَّقَ تَبْدِيلُ الدِّينِ مِنْهَا.

”امام شافعی رحمہ اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے دلیل لی ہے کہ جو بھی

اپنا دین بدلے، اسے قتل کر دو۔ یہ کلمہ عام ہے جو مردوں اور عورتوں دونوں کو

شامل ہے، بالکل ایسے ہی جیسے یہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ شَهِدَ

مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة 2: 185) (جو بھی اس مہینے میں موجود ہو،

وہ اس کے روزے رکھے)۔ مذکورہ فرمان نبوی سے یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ

قتل کرنے کا سبب دین کی تبدیلی ہے، کیونکہ اس طرح کے الفاظ شارع کی



زبان میں علت ہی کو بیان کرنے کے لیے آتے ہیں اور مرتدہ کے دین کی تبدیلی ثابت ہو چکی ہوتی ہے۔“ (المبسوط: 108/10، 109)

علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ (م: 581ھ) کہتے ہیں:

وَأَمَّا حَدِيثُ الْمَرْأَةِ الْمَقْتُولَةِ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ؛ فَفِيهَا دَلِيلٌ لِمَنْ قَالَ يَقْتُلُ الْمُرْتَدَّةَ مِنَ النِّسَاءِ، أَخْذًا بِعُمُومِ قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ»، وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ مَعَ الْعُمُومِ قُوَّةٌ أُخْرَى، وَهُوَ تَعْلِيلُ الْحُكْمِ بِالْعِلَّةِ، وَهُوَ التَّبْدِيلُ وَالرَّدَّةُ، وَلَا حُجَّةَ مَعَ هَذَا لِمَنْ زَعَمَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ بَأَنَّ لَا تُقْتَلَ الْمَرْأَةُ، لِنَهْيِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ.

”رہی بنو قریظہ کی مقتولہ والی حدیث، تو اس میں ان لوگوں کے لیے دلیل ہے، جو مرتد عورت کے قتل کے قائل ہیں۔ یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمومی فرمان کو دلیل بناتے ہیں کہ جو بھی اپنا دین بدلے، اسے قتل کر دو۔ اس حدیث میں ایک اور تائید ہے، وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کے حکم کو دین کی تبدیلی اور ارتداد کی علت سے معلق فرمایا ہے۔ اہل عراق، جو یہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا، لہذا مرتد عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا، ان کے پاس اپنے موقف کی کوئی دلیل نہیں۔“ (الروض الأئف: 2/236، 237)

دلائل احناف :

احناف مرتد عورت کو سزائے ارتداد قتل سے مستثنیٰ قرار دینے کے لیے جو مزمومہ دلائل پیش کرتے ہیں، ان کا حال ملاحظہ فرمائیں:

روایت نمبر ① :

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
«لَا تُقْتَلُ الْمَرْأَةُ إِذَا ارْتَدَّتْ».

”عورت مرتد ہو جائے، تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔“ (سنن الدارقطنی: 117/3)

تبصرہ :

یہ جھوٹی روایت ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ اسے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِيسَى هَذَا كَذَّابٌ، يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى عَفَّانٍ
وَعَیْرِهِ، وَهَذَا لَا يَصْحُحُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
”اس کا راوی عبداللہ بن عیسیٰ سخت جھوٹا آدمی ہے، یہ عفان وغیرہ کی طرف
منسوب کر کے خود ساختہ روایات بیان کرتا ہے۔ یہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے
ثابت نہیں۔“

روایت نمبر ② :

(۱) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف یہ قول منسوب ہے:
تُجْبَرُ، وَلَا تُقْتَلُ.

”اسے توبہ کرنے پر مجبور کیا جائے، قتل نہ کیا جائے۔“ (سنن الدارقطنی: 118/3)

تبصرہ :

اس کی سند سخت ترین ”ضعیف“ ہے، کیونکہ:

① اس کے راوی ابو یوسف، محمد بن بکر، عطار، فقیہ کے بارے میں حافظ

ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:



لَا يُدْرَى مَنْ ذَا. ”معلوم نہیں یہ کون ہے۔“

(میزان الاعتدال: 492/3)

② امام عبد الرزاق اور امام سفیان ثوری دونوں ”مذلس“ ہیں اور انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ نعمان بن ثابت کو فی باتفاق محدثین روایت حدیث میں ”ضعیف“ ہیں۔

(ج) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ بھی منسوب ہیں:

”تُحْبَسُ، وَلَا تُقْتَلُ. “اسے قید کیا جائے، قتل نہ کیا جائے۔“

(سنن الدارقطني: 117/3)

تبصرہ :

اس کی سند میں ابو مالک نخعی (عبدالملک بن حسین) راوی ”متروک“ ہے۔

(تقریب التہذیب لابن حجر: ----)

(ج) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بھی منسوب ہے:

لَا يُقْتَلَنَّ النِّسَاءُ إِذَا هُنَّ ارْتَدَدْنَ عَنِ الْإِسْلَامِ.

”عورتیں جب اسلام سے مرتد ہو جائیں، تو انہیں قتل نہ کیا جائے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 139/10، سنن الدارقطني: 201/3، السنن الكبرى للبيهقي: 203/8)

اس میں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی ”تدلیس“ ہے، لہذا ”ضعیف“ ہے۔

(دیکھیں: مصنّف عبد الرزاق: 18731)

ابو عاصم ضحاک بن مخلد کہتے ہیں:

نَرَى أَنَّ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ إِنَّمَا دَلَّسَهُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ.

”ہمارے خیال میں سفیان ثوری نے اس حدیث کو امام ابو حنیفہ کا واسطہ حذف

کر کے بیان کیا ہے۔“ (سنن الدارقطني: 201/3، وسندہ صحیح)

امام عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ سُفْيَانَ عَنْ حَدِيثِ عَاصِمٍ فِي الْمُرْتَدَّةِ، فَقَالَ: أَمَّا مِنْ ثِقَةٍ؛ فَلَا.

”میں نے امام سفیان سے عاصم کی مرتد عورت والی حدیث کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: یہ کسی ثقہ راوی سے مروی نہیں۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 203/8، وسندہ صحیح)

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت میں ”تدلیس“ کی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَخَالَفْنَا بَعْضَ النَّاسِ فِي الْمُرْتَدَّةِ، وَكَانَتْ حُجَّتُهُ شَيْئًا رَوَاهُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَرْأَةِ تَرْتَدُّ عَنِ الْإِسْلَامِ، تُحْبَسُ وَلَا تُقْتَلُ، فَكَلَّمَنِي بَعْضُ مَنْ يَذْهَبُ هَذَا الْمَذْهَبَ، وَبِحَضْرَتِنَا جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ، فَسَأَلْنَاهُمْ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَمَا عَلِمْتُ مِنْهُمْ وَاحِدًا سَكَتَ أَنْ قَالَ: هَذَا خَطَأٌ، وَالَّذِي رَوَى هَذَا لَيْسَ مِمَّنْ يُثْبِتُ أَهْلُ الْحَدِيثِ حَدِيثَهُ.

”بعض لوگوں نے مرتد عورت کی سزا کے بارے میں ہماری مخالفت کی ہے۔

ان کی دلیل وہ کچھ ہے، جو عاصم نے ابورزین کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما



سے بیان کیا ہے کہ مرتد عورت کو قید کیا جائے، قتل نہ کیا جائے۔ میرے ساتھ اس مذہب کے ماننے والے ایک شخص نے بات کی اور اس وقت ہمارے پاس محدثین کی ایک جماعت موجود تھی۔ ہم نے ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا، تو میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کوئی ایک بھی اسے غلط کہنے سے خاموش رہا ہو۔ جس راوی نے یہ حدیث بیان کی ہے، اس کی حدیث کو محدثین کرام صحیح قرار نہیں دیتے۔“

(الأمّ: 6/167، السنن الكبرى للبيهقي: 8/204)

روایت نمبر ۳ :

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

إِنَّ امْرَأَةً ارْتَدَّتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُقْتَلْهَا.

”ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مرتد ہوئی، تو آپ ﷺ نے اسے قتل نہیں کیا۔“ (الکامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 2/383، 6/346)

تبصرہ :

اس کی سند سخت ”ضعیف“ ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اسے ”مکثر“ قرار دیا ہے۔ (الکامل: 6/346)

اس کا راوی حفص بن سلیمان، ابو عمر قاری ”متروک الحدیث“ ہے۔

(تقریب التهذيب لابن حجر: 1405)

روایت نمبر ۴ :

امام حسن بصری تابعی رحمہ اللہ سے منسوب روایت ہے:

لَا تَقْتُلُوا النِّسَاءَ إِذَا هُنَّ ارْتَدَدْنَ عَنِ الْإِسْلَامِ، وَلَكِنْ يُدْعَيْنَ
إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ هُنَّ أَبَيْنَ سُبْنَ، فَيُجْعَلْنَ إِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ،
وَلَا يُقْتَلْنَ.

”عورتیں جب اسلام سے مرتد ہو جائیں، تو انہیں قتل نہ کیا جائے، بلکہ انہیں
اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ انکار کریں، تو انہیں قید کر کے مسلمانوں کی
لوٹنڈیاں بنا دیا جائے، لیکن قتل نہ کیا جائے۔“ (مصنّف ابن أبي شيبة: 140/10)

تبصرہ :

اس قول کی سند ”ضعیف“ ہے، کیونکہ اس کا راوی اشعث بن سوار جمہور محدثین کرام
کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔
یہ ہیں وہ شہادت جن کی بنا پر بعض لوگوں نے صحیح احادیث کی من مانی تاویل اور ان
کی صریح مخالفت کی ہے۔

الحاصل :

صحیح احادیثِ نبویہ کا یہی تقاضا ہے کہ مرتد مرد ہو یا عورت، اسے قتل ہی کیا جائے۔
اس حوالے سے مرد و عورت کا کوئی فرق قطعاً ثابت نہیں۔

ماہنامہ السنّة جہلم، ماہانہ بنیادوں پر

قارئین کرام! بعض مسائل کی بنا پر کچھ عرصے کے لیے آپ کا یہ رسالہ ہر ماہ کی
بجائے دو، تین اور چھ ماہ کے مجموعے کی صورت میں شائع ہوتا رہا ہے۔ الحمد للہ! اب اس
کی اشاعت ہر ماہ باقاعدگی سے شروع ہو گئی ہے۔ اسے خود بھی پڑھیں اور زیادہ سے زیادہ
نوست و احباب تک بھی پہنچائیں۔ اللہ رب العزت آپ کو اس کا اجر دے گا۔